

عدالتِ عظمیٰ پاکستان
(اختیارِ سماعت اپیل)

موجود:

جناب جسٹس مشیر عالم، جج
جناب جسٹس دوست محمد خان، جج
جناب جسٹس سردار طارق مسعود، جج

عرضداشت برائے حصولِ اجازت اپیل نمبر ۲۰۱۶/۲۷۲
زیرِ شق نمبر ۱۸۵ ذیلی شق نمبر (۳) آئینِ پاکستان مجریہ سال ۱۹۷۳ء
(بخلاف حکم نمبری ۲۰۱۵/۲۹۸۸ عدالتِ عالیہ اسلام آباد، اسلام آباد مورخہ ۲۰۱۶-۰۱-۱۴)

(سائل)

عمران محسن

بنام

- ۱۔ سرکار بذریعہ قومی احتسابی ادارہ برائے انسدادِ بدعنوانی (نیب)، اسلام آباد
- ۲۔ اعلیٰ نگران قومی احتسابی ادارہ برائے انسدادِ بدعنوانی (نیب)، اسلام آباد
- ۳۔ تفتیشی افسر، آئی۔ ڈبلیو۔ آئی، راولپنڈی (مسئولِ علیہم)

منجانب سائلان: جناب طاہر منیر ملک، وکیل، عدالتِ عظمیٰ
جناب چوہدری اختر علی، وکیل، عدالتِ عظمیٰ

منجانب مسئولِ علیہم: جناب نعیم طارق سنگھیرا، خصوصی وکیل استغاثہ، قومی احتسابی ادارہ برائے انسدادِ بدعنوانی (نیب)
جناب وقاص قدیر ڈار، وکیل استغاثہ، قومی احتسابی ادارہ برائے انسدادِ بدعنوانی (نیب)
جناب محمد غفرام، تفتیشی افسر، قومی احتسابی ادارہ برائے انسدادِ بدعنوانی (نیب)

تاریخِ سماعت: ۱۷ جون ۲۰۱۶ء

حکم/فیصلہ

جسٹس دوست محمد خان:

مختصر خلاصہ مقدمہ:

سائل یہ امر تسلیم کرتا ہے کہ تجارتی نام ”محسن برادرز وغیرہ“ کے ذریعے یوریا کھاد کا کاروبار کرتا ہے۔ سائل کا ساتھی ملزم بلال احمد وظفر اقبال، قومی ادارہ برائے کھاد کی ذخیرہ گودام سے یوریا کھاد کے کاروبار کے سلسلے میں کئی سو بھرے ہوئے یوریا کھاد کے ٹرک خریدے تھے جس کی اس نے قیمت بذریعہ بینک چیک ادا کی تھی تاہم ساتھی ملزم بالانے خورد برد کا ارتکاب کرتے ہوئے وہ رقم قومی ادارہ برائے کھاد کو ادا نہیں کی۔

۲۔ قومی احتسابی ادارہ برائے انسداد بدعنوانی کو معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ سائل اور اس کے ساتھی ملزمان یوریا کھاد کے کم از کم چار سو (۴۰۰) ٹرک مقررہ منزل مقصود تک پہنچانے سے پہلے خورد برد کر کے غبن کئے ہیں اور جملہ یوریا کھاد کی چار سو ٹرک بور یوں سے بھرے ہوئے کھلی منڈی میں فروخت کی اور یوں قومی خزانے کو کروڑوں روپے کا ٹیکہ لگا کر بہت بڑا نقصان پہنچایا ہے۔

۳۔ پچھلی تاریخ پہ ناقص تفتیش کی بنا پر چونکہ کیس کے اہم پہلوؤں کو اجاگر نہیں کیا گیا تھا اور کچھ حقائق سے پردہ نہ اٹھانے کی بنا پر ہم نے آج وکیل اعلیٰ استغاثہ، قومی احتسابی ادارہ کو نوٹس جاری کیا اُس نے پیش ہو کر مقدمہ استغاثہ کی پیروی کی۔

۴۔ فاضل وکیل سائل نے پرزور طریقے سے بار بار یہ مدعا بیان کیا کہ سائل نے جملہ مال جو انہوں نے یوریا کھاد کی شکل میں ساتھی ملزم سے خریدی تھی کا حساب کتاب بذریعہ چیک بے باک کیا ہوا ہے لہذا اُس کی جرائم ہذا میں ملوث ہونا مزید تفتیش و تحقیق کا طلب گار ہے اور اسی بناء پر وہ ضمانت پر رہائی کا حقدار ہے۔ انہوں نے مزید اضافہ کیا کہ سائل تقریباً ۱۱/۱۰ مہینے سے جیل میں زیر حراست ہے اور اب چونکہ احتسابی ادارہ (نیب) نے ریفرنس دائر عدالت کیا ہے لہذا اس کا تفتیش پر اثر انداز ہونے کا کوئی احتمال نہیں ہے۔

۵۔ وکیل اعلیٰ استغاثہ (نیب) نے ہماری توجہ پنچایت کے فیصلے کی طرف دلائی جس میں سائل ملزم نے ۲۵۰ ٹرک یوریا کھاد حاصل کرنے کا اقرار کیا ہے جبکہ ساتھی ملزم بلال احمد وظفر اقبال نے ۱۳۰ ٹرک یوریا کھاد کی ذمہ داری لی۔ یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ جملہ یوریا کھاد جو کہ قومی ادارے نے اصل مقام پر پہنچانے کیلئے ملزمان کو پابند کیا تھا ملزمان نے اس میں خورد برد کر کے جملہ مال تریل شدہ کو اصل مقام پر پہنچانے کی بجائے کھلی منڈی میں فروخت کر دیا۔ جس کا قومی ادارہ برائے کھاد کو ادائیگی کا کوئی واضح اور ناقابل تردید ثبوت مثل پر موجود نہیں ہے

کیونکہ متعلقہ بینک سے جو لین دین کی تفصیل کھاتہ دار سائل نے مہیا کی ہے اس سے اس قسم کا کوئی عندیہ نہیں ملتا کہ واقعی سائل نے رقم قومی ادارہ کو یا بذریعہ ساتھی ملزم مذکورہ بالا ادائیگی کی ہے بلکہ جملہ کھاتہ بیان کردہ کی حساب کتاب مبہم اور غیر واضح ہے۔ دوسری طرف پنچایت کے فیصلے میں سائل اور اس کے ساتھی ملزمان واضح طور پر اپنے ذمے ۲۵۰ ٹرک اور ۱۳۰ ٹرک یوریا کھاد سے بھرے ہوئے کے خورد بور د کرنے اور اس کے برابر رقم کی ادائیگی کا ذمہ لینے کا اقرار کیا ہے۔ اس طرح دو گواہان نے بھی پنچایت کے فیصلے کو تقویت دینے کے حق میں بیان دیا ہے نیز سائل کے والد جو کہ پیشہ سے ڈاکٹر ہیں نے بھی پنچایت کے فیصلہ پر دستخط کیا ہوا ہے۔ پنچایت کے اس فیصلہ کو سائل ملزم نے جوابی حلفیہ بیان یا دیگر ذرائع سے تردید کرنے کی زحمت گوارہ نہیں کی ہے لہذا ایسے حالات میں جبکہ قومی احتسابی ادارہ برائے انسداد بدعنوانی (نیب) نے ریفرنس دائر عدالت کیا ہے، عدالت عظمیٰ کا یہ تواتر کے ساتھ یہ اصول رہا ہے کہ ایسے مرحلے پر باریک بینی سے جملہ واقعات کا جائزہ لینا اور پھر ضمانت پر رہائی دینا مجاز عدالت سماعت کی حتمی رائے کو متاثر کرنے میں اہم کردار ادا کرے گا لہذا اس سے اجتناب کیا جاتا ہے۔

۶۔ موجودہ نازک صورت حال میں عدالتوں کے لئے اس نوع کے جرائم میں کچھ اصول وضع کرنا ہماری رائے میں رہنمائی کے لئے لازمی ہو گیا ہے۔ یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ پوری قوم اور ملک بدعنوانی کی ہر سطح پر وبائی شکل اختیار کرنے کی وجہ سے ذہنی کرب و اضطراب میں مبتلا ہے جس رفتار کے ساتھ یہ وباء چند دہائیوں سے پھیل چکی ہے اور مزید برق رفتاری سے ملک کے مختلف اداروں اور ہر طبقہ میں سرایت کر چکی ہے۔ اس کو روکنے کے لئے انسداد بدعنوانی کے تمام اداروں کو خصوصاً قومی احتسابی ادارہ برائے بدعنوانی (نیب) کو اپنے تفتیشی عملے اور اپنے وکلائے استغاثہ کو اعلیٰ درجے کی مہارت حاصل کرنے کے لئے منظم طریقے سے تربیت دینا لازمی ہو گیا ہے کیونکہ اس نوع کے جرائم کا انتہائی چال بازی سے اور انتہائی صیغہ راز میں ارتکاب کیا جاتا ہے اور ان کو پوشیدہ رکھنے کے لئے مختلف نوع کے طور طریقے اپنائے جاتے ہیں جو کہ عام فہم تفتیشی افسر کو سمجھنا یا اس کو گرفت میں لانا صرف مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ ہم نے مختلف مقدمات میں جو ہماری نظر سے گزرے ہیں تحقیق و تفتیش اور مخصوص عدالتوں میں اس نوع کے جرائم کی پیروی کرنے والے مخصوص وکلائے استغاثہ کو مقدمہ عدالت میں ملزم/ملزمان کے خلاف ثابت کرنے میں غفلت یا قانون میں کم علمی کی وجہ سے اہل نہیں پایا جس کی وجہ سے بہت اہم نوعیت کے مقدمات خصوصی عدالتیں یا اپیل کی عدالتیں رد کر کے ملزمان کو بری کرتی ہیں۔

یہاں یہ تجویز کرنا بھی ضروری ہو گیا ہے کہ چونکہ احتساب کے قانون کی مختلف شقوں کی بناء پر اس نوع کے جرائم میں بارثبوت بابت بے گناہی ملزمان پہ عائد کی گئی ہے لہذا خصوصی عدالتیں اور اپیل کی عدالتیں ملک کے مخصوص حالات کے پیش نظر ان قانونی شقوں کا باریک بینی سے جائزہ لے کر ملک، اداروں اور معاشرے کو بدعنوانی کے ناسور سے پاک کرنے کے لئے انتہائی متحرک اور فعال کردار ادا کرے۔ کیونکہ بدعنوانی ہر سطح پر جس

تیزی سے ملک اور معاشرے میں پھیل رہی ہے اگر اس کا فوری سدِ باب نہ کیا گیا تو یہ دیمک کی طرح ملک اور اداروں کی اقتصادی، مالی اور معاشی بنیادوں کو کھوکھلا کر کے ریاست کو انتہائی خطرناک انجام سے دوچار کرے گی جس کا بعد میں سدِ باب کرنا نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہوگا۔ چونکہ ارضِ پاک خود مختار ریاست کی صورت میں ہمیں کسی نے تحفے میں نہیں دیا بلکہ اس کے لئے لاکھوں جانوں کی قربانیاں دی گئیں۔ اگرچہ مسلمہ قانون اور انصاف کے اصولوں کو یکسر نظر انداز نہیں کیا جاسکتا لیکن حالات کی سنگینی اور متوقع سنگین نتائج سے بچنے کے لئے یہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ اعلیٰ عدلیہ اور خصوصی عدالتیں اس سلسلے میں محتاط، متحرک اور فعال کردار ادا کرے تاکہ اس نوع کے جرائم کی مکمل بیخ کنی کی جاسکے۔ یہاں پر اس بات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ معاشرے کے ہر طبقے کے افراد بد عنوانی کے خلاف زوردار طریقے سے آواز اٹھانے میں پیش پیش ہوتے ہیں لیکن بد قسمتی سے ان میں سے اکثریت خود احتسابی کے اصول پہ عمل درآمد کرنے کرانے سے گریزاں نظر آتے ہیں جو کہ قومی المیے سے کم نہیں ہے۔

تمام احتسابی اداروں جو کہ بد عنوانی کے سدِ باب کے لئے بنائے گئے ہیں ان میں قابل اور بد عنوانی سے پاک دیانتدار افسروں کو سامنے لانا ہوگا اور ان کی مکمل اور جامع طریقے سے فنی اور تکنیکی تربیت اعلیٰ سطح پر کرنا بہت اہم اور لازمی ہو گیا ہے۔ ان اداروں کے سربراہان کا فرض بنتا ہے کہ وہ تفتیشی اداروں اور استغاثہ کے وکلاء کے فرائض کی انجام دہی اور مجملہ افعال کو نہایت قریب سے زیرِ نظر رکھ کر اس میں مکمل نظم و ضبط لائے، بصورتِ دیگر وہ خود ہی اپنے فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی کے مرتکب سمجھے جائیں گے۔ چونکہ اس قسم کے جرائم میں خورد بُورد کی مجموعی رقم یا شرح لاکھوں کروڑوں روپے میں ہوتی ہے لہذا ایسے اثر و رسوخ اور بد عنوانی سے دولت کمانے والے ملزموں کے لئے یہ کوئی مشکل بات نہیں کہ لوٹ گھسٹ اور خورد بُورد کے پیسے سے حاصل کردہ دولت سے کچھ حصہ خرچ کر کے تحقیقی و تفتیشی افسران اور دیگران کی فرض شناسی اور وفاداری کو خرید لے۔ عدالت کی نظر میں یہ جرم اصل مجرم کے جرم بد عنوانی سے زیادہ سنگین ہے اور اصل جرم پر پردہ ڈالنا اور اپنے فرائض میں دانستہ کوتاہی برتنے کے مترادف ہے۔ لہذا ان اداروں کے سربراہان کو، مملکتِ خداداد کی وفاداری کا بھرم بھرتے ہوئے پُر آسائش اور ٹھنڈے کمروں سے نکل کر، اہم نوع کے مقدمات کی نگرانی کرنے والی جماعتوں کی خود بھی نگرانی کرنی چاہیئے۔ یہاں پر یہ واضح کرنا نہایت اہم ہے کہ بد عنوانی کو روکنا اور اس پر کڑی نظر رکھنا اس کا بہترین علاج ہے جس کے لئے ہر ادارے کو ٹھوس بنیادوں پر متحرک اور مستند افسران کی جماعتوں کو متعین کرنا چاہیئے۔ نیز یہ ہر حکومت کی اولین ذمہ داری ہے کہ ملکی خزانے کی مکمل اور شفاف طریقے سے حفاظت کرے اور مروجہ قوانین کو صحیح سانچے میں ڈالنے کے لئے متحرک ہو۔ موجودہ نازک صورتِ حال جو بد عنوانی کی پیداوار ہے کا اگر بروقت تدارک نہ کیا گیا تو غربت، مفلسی، تنگدستی، بھوک و پیاس اور بے روزگاری سے تنگ بیچارے عوام کی اکثریت خود کشیوں پر مجبور ہو جائیں گے یا کوئی انتہائی قدم اٹھانے پر راغب ہوں گے جو ریاست کے لئے کسی صورت میں مفید نہ ہوگا۔

ہمارے حکمران اور امراء کو چاہیے کہ وہ اپنی شاہانہ زندگی کو ترک کرنے کی جدوجہد کریں اور بچائی ہوئی رقم سے غریبوں، مفلسوں اور بھوک و پیاس کے مارے لوگوں کی دل جوئی کریں اور ان کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں بہم پہنچائے۔ چونکہ معاملہ کافی بحث طلب ہے لیکن مزید اس سے گریز کرنا بہتر ہے پھر بھی تمام احتسابی انسداد بدعنوانی سے متعلق اداروں اور عدالتوں کو اس جان لیوا مرض سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے پوری طرح متحرک ہونا چاہیے اور فعال کردار کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی کی گنجائش ہماری نظر میں نہیں ہے، بصورت دیگر ملک و قوم کو آئندہ چل کر انتہائی خطرناک حالات سے دوچار ہونا پڑے گا۔

۷۔ بوجوہات بالا سائل کی عرضداشت ناقابل غور سمجھی جا کر خارج کی جاتی ہے اور حصول اجازت اپیل کی استدعا بھی نامنظور کی جاتی ہے۔

۸۔ جو کچھ عدالت ہدائے اس حکم میں تحریر کیا ہے یا جن واقعات کا حوالہ دیکر سرسری جائزہ کی بنیاد پر جو رائے قائم کی گئی ہے عدالت سماعت مجاز اس سے قطعی طور پر متاثر نہ ہو اور مقدمے کا فیصلہ شہادت قلم بند شدہ کی بنیاد پر کرے۔

۹۔ حکم عدالت میں پڑھ کر سنایا گیا۔

جج

جج

جج

(اشاعت کے لئے منظور)

اسلام آباد، ۱۷ جون ۲۰۱۶ء

{ایم وسیم}